ملحدین کی جانب سے اسلام پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے

اعتراض

"جنت و جہنم کا تصور انسانوں کو قابو میں رکھنے کے لیے گھڑا گیا ہے"

(یعنی یہ مذہب کا اختراع ہے تاکہ عوام پر خوف و لالچ کے ذریعے حکمرانی کی جا سکے)

جواب

یہ اعتراض کئی سطحوں پر کمزور اور بے بنیاد ہے۔ ہم اس کا عقلی (عقل و منطق) اور نقلی (قرآن و سنت) دونوں پہلوؤں سے جائزہ لیتے ہیں۔

اولاً: عقلی (منطقی) جواب

1. یہ نظریہ خود تعصب پر مبنی ہے:

یہ کہنا کہ جنت و جہنم کا تصور "اختراع" ہے، خود ایک غیر ثابت شدہ مفروضہ ہے۔ اگر کوئی چیز "استعمال" ہو رہی ہے، تو یہ اس کی حقیقت کو باطل نہیں کرتی۔ جیسے: عدلیہ کا نظام حکمران اپنے حق میں استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اس سے عدل کا اصول باطل نہیں ہو جاتا اگر کسی نے دوا کا غلط استعمال کیا ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوا غیر حقیقی ہے

2. جنت و جہنم کا تصور صرف اسلام تک محدود نہیں:

دنیا کے تمام بڑے مذاہب (یہودیت، عیسائیت، ہندومت، زرتشتیت وغیرہ) کسی نہ کسی شکل میں آخرت، نجات یا سزا و جزا کا تصور رکھتے ہیں۔ اگر یہ محض کنٹرول کا آلہ ہوتا تو اتنی مختلف تہذیبوں میں،

مختلف ادوار میں، یکساں تصور کیسے موجود ہوتا؟

3. خوف و لالچ انسانی فطرت کا حصہ ہے:

انسانی معاشرے قانون، سزا اور انعام پر ہی قائم رہتے ہیں۔ اگر عدالتیں سزا نہ دیں تو جرائم بڑھیں گے۔ اگر محنت کا انعام نہ ہو تو کام کا جذبہ ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح جنت و جہنم ایک الٰہی عدل کا فطری تسلسل ہیں۔

4. دینی تعلیمات صرف جنت یا جہنم پر مبنی نہیں:

اسلام صرف انعام یا سزا کی بات نہیں کرتا، بلکہ تقویٰ، اخلاص، للّٰہیت، ایثار، قربانی، اور صرف رضائے الٰہی کے لیے عمل کا تصور موجود ہے، جو خوف یا لالچ سے بلند تر ہے۔

ثانیاً: نقلی (قرآنی و حدیثی) دلائل

1. قرآن جنت و جہنم کو صرف "کنٹرول" کا آلہ نہیں، بلکہ عدلِ الٰہی کا حصہ بتاتا ہے

فرمانِ الٰہی:

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا، اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ (القرآن: المؤمنون 115)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انسان کی تخلیق کا کوئی مقصد ضرور ہے، اور آخرت اس مقصد کا ناگزیر نتیجہ ہے

2. اسلامی تصورِ آخرت عدلِ کامل کی ضمانت ہے

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (الزلزال: 7-8)

جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

اگر آخرت نہ ہو، تو ظالم و مظلوم برابر ہو جائیں۔ یہ قرآن میں بار بار واضح کیا گیا ہے۔

3. نبی کریم ﷺ نے جنت و جہنم کا ذکر صرف "خوف دلانے" کے لیے نہیں بلکہ "حقیقت" کے طور پر کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا

اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ (صحیح البخاری: 6486)

یہ حدیث بتاتی ہے کہ جنت و جہنم کا تصور نبی ﷺ کی طرف سے گھڑا ہوا نہیں، بلکہ آپ خود اس کا مشاہدہ اور یقین رکھتے تھے۔ جنت و جہنم کا تصور محض "کنٹرول کا آلہ" نہیں بلکہ انسانی فطرت، اخلاقیات اور الٰہی عدل کا لازمی تقاضا ہے۔ اسے تمام آسمانی مذاہب نے مانا، اور یہ تاریخ، عقل اور وحی، تینوں میں راسخ ہے۔ اگر آخرت کا انکار کر دیا جائے تو اخلاقی نظام اور عدلِ الٰہی بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔